

جملہ حقوق محفوظ ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا

هَلَاكَ فِي رَجُلَانِ فَحُبُّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالٌ

سبح البلاغہ ج ۳ ص ۲۶۴

میرے بارے میں دو قسم کے شخص ہلاک ہو گئے ایک محبت میں غلو زیادتی کرنے والے دو کے بغض

و نفرت کرنے والے

رسالہ انور معاویہ

شانِ جیدِ کرار

جس میں سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کے فضائل و مناقب مبالغہ اور افراط و تفریط کے بغیر آچی واقعی و حقیقی شان اہل سنت اور اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے بیان کی گئی ہے

مصنفہ

مناظر اعظم اہل سنت علامہ محمد عبدالستار صنا تونسوی ظلہ

ناشر

شعبہ تالیف و تصنیف مدرسہ عربیہ جامعہ عثمانیہ رجب پورہ

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

قیمت ۱۸/-

فیساواں ایڈیشن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لِلْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰتِ وَالسَّلَامِ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی خَلَفَائِهِ الرَّاشِدِیْنَ
الْمُهَدِّیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الْاَصْحَابِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

امّا بعد یہ مختصر رسالہ رضار الہی اور مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے
لکھا گیا ہے جس میں سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کی ذاتِ بابرکات کے متعلق قرآن مجید
اور احادیثِ مقدسہ میں جو آپ کا حقیقی اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ثابت ہے وہ
افراط و تفریط اور کمی بیشی کے بغیر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کی شانِ عجیب و
غریب ہے کہ آپ کے متعلق اسلام کا نام لینے والوں کے تین گروہ زیادہ معروف
و مشہور ہیں، جو کہ آپ کی شان میں مختلف نظریہ رکھتے ہیں۔

سیدنا علیؑ کے متعلق تین نظریے

۱) ایک گروہ ہے جو آپ کو آپ کے مقام و مرتبہ بڑھا چڑھا کر ایک طرف تو
آپ کو خدائی تختِ تاج کا مالک و مختار بنا کر موت و حیات، رزق و معاش،
اور بارش و بادل، اولاد و احفاد اور بہشت و دوزخ دینے والا اور جنابِ سولِ اسد
صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل و ہمسر، امامِ معصوم، مفترض الطاعتہ، صاحبِ معجزات
قرار دیتے ہیں اور آپ کو مشکل کشا، حاجت روا، علمِ غیب اور جملہ انبیاء علیہم السلام
سے افضل و برتر اور ان انبیاء علیہم السلام کے مصائب و مشکلات میں غیبی امداد

فرمانے والا، نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس دوسری طرف آپ کو اتنا بے بس، ناتواں، کمزور اور خائف و مغلوب اور مقہور و مجبور دکھاتے ہیں کہ ان کے سامنے قرآن و سنت اور دینِ ایمان اور شریعتِ اسلام کے احکام بگاڑنے بدلے گئے۔ امامت و خلافت، فدک اور اہل بیت کے جملہ حقوق غصب و تلف کیے گئے۔ لوگوں کا مال، متاع، عزت و ناموس عورتوں تک کو ناجائز طور پر چھین لیا گیا۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں مساجد میں تراویح میں قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا گناہ عظیم جاری کر دیا گیا اور دشمنانِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد و منبر اور روضہ نبوی علیہ السلام پر قابض ہو گئے اور سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا چوبیس سال تک ان قرآن اور سنت بگاڑنے اور دینِ اسلام کے احکام کو بدلنے اور مٹانے والوں کے وزیر و مشیر اور موافق و ماتحت رہ کر جملہ طاعات و عبادات نمازیں وغیرہ اور شادی نکاح فیصلے فتوے وغیرہ معاملات اور جملہ امور ان ظالموں غاصبوں کے مقررہ طریقوں پر کرتے کرتے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو صحیح اسلامی طریقے پر ٹھیک نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے لکھا ہے کہ جب آپ کی اپنی خلافت راشدہ کا دور آیا اس وقت بھی ان کفریہ امور اور خلافِ اسلام احکام کو مٹا ہٹا کر صحیح اسلامی احکام اور اصلی و سچا قرآن راجح و نافذ نہ کر سکے۔ العیاذ باللہ۔

دیکھیے اس کے لیے ان روایات کو :-

حضرت علیؑ میں حضرت محمدؐ

سیدنا علیؑ کے متعلق مرقوم ہے :-

جری له من الفضل مثل ما
حضرت علیؑ کے لیے جناب محمد صلی اللہ علیہ
جری الحمد (اصول کافی ص ۱۱۱) و سلم کی مثل تمام فضیلتیں ثابت ہیں۔

حضرت علیؑ میں مشکل کشا انبیاء

رسولوں کی ہوتی حاجت روائی علی نے نوح کی کی ناخدائی

نہ کھرتا اگر علی مشکل کشائی نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی

اسی طرح بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی امداد کرنے کا لکھا ہے۔

جب ابراہیم کی چاہی اپانت علی نے کی اعانت

آخر میں لکھا ہے :-

علی کا معجزہ اک اک ہر نادر علی کی ذات ہے ہر شے پہ قادر

تاریخ الاممہ ص ۵۲

حضرت علیؑ کے متعلق شیعہ کا نظریہ کہ :-

اپنی خلافت میں بھی اصل اسلامی احکام جاری و نافذ نہ کر سکے

سیدنا علیؑ نے اپنی خلافت میں فرمایا :-

ثما قبل بوجد و حولہ ناس
حضرت علیؑ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے
من اهل بیتہ و خاصتہ
آپ کے ارد گرد اس وقت اپنے اہل بیت

وشيعة - فقال قد عملت
 الولاية قبلي اعمالا خالفوا
 فيها رسول الله صلى الله
 عليه وسلم متعمدين
 لخلافه ناقضين لعهد
 مغيرين لسنته ولو
 حملت الناس على تركها
 وحققتها الى مواضعها و الى
 ما كانت في عهد رسول الله
 صلى الله عليه و آله وسلم
 لتفرق عني جندی و مردت
 فدك الى و سرتة فاطمة عليها السلام
 و مردت قضايا من الجحوق قضى
 بها و نرعت نساء تحت رجال
 بغير حق فرددتهن الى ازواجهن
 و حملت الناس على حكم القرآن
 و رددت الوضوء و الغسل و الصلوة
 الى مواقيتها و شرائعها و مواضعها
 الى كتاب الله و سنته نبويه

اور مخصوص دوست اور شیعہ لوگ تھے پس
 فرمایا مجھ سے پہلے خلفاء نے ایسے اعمال احکام
 جاری کیے ہیں جن میں دین و دانستہ قصداً جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی آپ کے
 عہد و معاہدہ کو توڑ دیا اور آپ کی سنتوں کو
 بدل ڈالا اگر میں ان کو ٹھیک سنت کے مطابق
 کر کے لوگوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں تو
 میری جماعت و لشکر مجھ سے جدا ہو جائیں گے
 اور اگر فدک سید فاطمہ کے وارثوں کو ٹاڈوں
 اور ان ظالمانہ فیصلوں کو رد کر دوں اور جو
 عورتیں ناجائز طور پر کئی لوگوں کو دی گئی
 تھیں وہ عورتیں ان کے اپنے خاوندوں کو
 ٹاڈوں اور لوگوں کو قرآن کے اصلی حکموں
 پر عمل کرنے کا حکم دوں اور وضو غسل اور نماز
 عبادات کو صحیح اوقات اصلی احکام و مقامات
 اور دیگر امور اسلامی کو اسد تعالیٰ کی
 کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت
 پر چلاؤں تو اس وقت میری جماعت
 اور فوج مجھے چھوڑ دے گی۔ (العیاض باللہ)

عليه وآله السلام اذ التفرقا
عنى - فروع کافی ج ۳ - کتاب الروضہ

ص ۲۹ - ۳۰

(۲) دوسرے گروہ وہ ہیں جو سیدنا علی المرتضیٰ کی زندگی سے آج تک کہیں کہیں پایا جاتا ہے جو کہ سیدنا علی کی تکفیر و تظہیر کے اپنی عاقبت اور ایمان تباہ کرتے ہیں جن کو خوارج کہا جاتا ہے۔

(۳) تیسرے گروہ اہل حق اہل سنت و الجماعت کا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تک تھے ان کی شان سب افضل ہے اور ان میں سے جو ستر ہزار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں شریک شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے جو چالیس ہزار غزوہ تبوک ساعۃ العسرة (سخت مشکل گھڑی) کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے افضل ہیں اور ان میں سے وہ حضرات جو حج مکہ سے قبل مال و جان نثار کرنے والے تھے افضل ہیں، ان میں سے وہ چودہ سو صحابہ کرام جو بیعت الرضوان میں شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے وہ صحابہ کرام جو السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار اہل بدین سوتیرہ تھے افضل ہیں اور ان میں سے عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ کرام جن کا نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قطعی بہشتی ہونے کی خبر دی تھی افضل ہیں۔ ان عشرہ مبشرہ اور جملہ صحابہ میں سے چار خلفاء راشدین المہدیین کا سب افضل درجہ و مرتبہ اور اعلیٰ شان مقام ہے۔ ان خلفاء اربعہ میں سے حضرت علی المرتضیٰ آخری خلیفہ راشد ہیں کہ جن کی خلافت راشدہ حق تھی۔ تو اہل سنت و الجماعت کے نزدیک سیدنا علی المرتضیٰ ان چار خلفاء راشدین میں شامل و داخل ہیں کہ جن کے برابر کوئی دوسرا صحابی نہیں، مگر اس

اعلیٰ شان اور ارفع مقام کے باوجود یہ عقیدہ بھی قطعی ضروری ہے کہ سیدنا علیؑ نہ خدائی کے مالک مختار تھے اور نہ شریک خدا تھے اور نہ رسول تھے اور نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تھے بلکہ دیگر صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذی شان امتی اور صحابی تھے اور کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ میں شامل تھے اور جناب صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان ذی النورینؓ کی طرح مومنین کامل اور خدا و رسول کی راہ میں تن من دھن وطن ہر چیز قربان کرنے میں پورے پورے وفادار اور جاں نثار تھے۔ مگر خدائی اختیارات موت و حیات و رزق اولاد دینے اور دیگر نفع نقصان پہنچانے کے مالک مختار نہ تھے یہ مشرکانہ عقیدہ ہے کہ کسی نبیؐ کی امام فرشتہ وغیرہ کے متعلق یہ خیال و گمان رکھنا کہ وہ خدائی اختیار کے مالک ہیں۔ قرآن مجید

میں فرمایا گیا ہے :-

فَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُؤْتِيَ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَ وَالنَّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُونُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
 وَلَا يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمُلْكِيْنَ وَالنَّبِيِّنَ اَرْبَابًا اِيَّاكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - پ

کسی انسان کے لیے یہ لائق اور صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب حکم اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا میرے بندے اور غلام بنو۔۔۔۔۔ اور نہ وہ یہ کہے کہ جیسا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب کہا وہ تم کو مسلمان ہونے کے بعد کفر کا حکم کرے گا۔

یعنی کوئی نبی اور فرشتہ وغیرہ لوگوں کا رب مالک مختار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی نبی نے اس کی تعلیم دی ہے۔ کیونکہ یہ کفر ہے اعاذنا اللہ وجميع المسلمين من الشرك والكفر والفسوق والعصيان۔ آمین۔

حضرت علیؑ نے اپنے باپے میں غلو اور افراط و تفریط کو ہلاکت اور گمراہی فرمایا

حضرت علیؑ نے فرمایا :-

سِيَهْلِكُ فِي سَنَةِ صِنْفَانِ
مَحَبِّ مَفْرُطٍ يَذْهَبُ بِهِ إِلَى الْحَبِّ
إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَ مَبْغُضٍ مَفْرُطٍ
يَذْهَبُ بِهِ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ
وَ خَيْرُ النَّاسِ فِي سَنَةِ حَالِ الْغَمَطِ
الْأَوْسَطِ فَالزُّمُوعَةُ وَالرُّمُومُ وَالسُّوَادُ
الْأَعْظَمُ فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى
الْجَمَاعَةِ وَ إِيَّاكُمْ وَ
الْفِرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذِمِينَ
النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ
الشَّاذِمِينَ مِنَ الْغَنَمِ لِلذَّنْبِ
أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا
الشَّعَارِ فَاقْتُلُوهُ وَلَوْ كَانَ
تَحْتَ عِمَامَتِي هَذِهِ -

نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۱

عن قریب میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک
ہوں گے ایک محبت کرنے والا حد بڑھ جانے والا
جس کو محبت خلاف حق کی طرف لے جائے
دوسرا بغض کرنے والا حد سے گھٹانے والا
جس کو بغض خلاف حق کی طرف لے جائے اور
سب بہتر حال میرے متعلق درمیانی گروہ کا
ہے چونکہ زیادہ محبت کئے نہ بغض رکھے پس
اس درمیانی حالت کو اپنے لیے ضروری سمجھو
اور سو دا اعظم یعنی بڑی جماعت کے ساتھ رہو
کیونکہ اس کا ہاتھ جماعت پر ہے اور خبردار
جماعت سے علیحدگی نہ اختیار کرنا کیونکہ جو انسان
جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے
حصہ میں جاتا ہے جیسے کہ گلہ سے الگ
ہونے والی بکری بھیڑیے کا حصہ بنتی ہے
آنگاہ ہو جاؤ جو شخص تم کو جماعت سے

الگ ہونے کی تعلیم دے اس کو قتل کر دینا، اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہو۔

حضرت علیؑ نے کس قدر صفائی کے ساتھ محبت میں غلو اور زیادتی کرنے والوں اور کمی کرنے والوں کی تردید فرمائی اور یہ تصریح بھی کر دی کہ جو عقیدہ میرے متعلق سوادِ اعظم یعنی کلمہ گو بیانِ اسلام میں سب سے بڑی جماعت کا ہے اسی کو اختیار کرو۔ ابتداءً اسلام سے آج تک سوادِ اعظم اہل سنت کے سوا کوئی فرقہ نہیں رہا حضرت علیؑ کے اس فرمان سے یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ نے محبت اس وقت باعثِ نجات ہے جب کہ افراط و تفریط سے بچ کر مسلکِ اہل سنت کے موافق ہو۔ کیونکہ سیدنا علیؑ نے فرمایا محبت میں زیادتی کرنے والا اور بڑھ جانے والا اسی طرح ہلاک ہے جس طرح کہ بغض میں بڑھ جانے والا ہلاک ہے۔

آپ کا نام مبارک علی ہے اور لقب فرضی مجید ہے اور کنیت ابو تراب اور ابو الحسن ہے۔

سیدنا علیؑ کا مختصر حال

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین صدیق، فاریق، غنی، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے جدی رشتہ دار ہیں۔ لیکن ان چاروں میں سے حضرت علیؑ زیادہ قریب ہیں۔ آپ کے والد کا نام عبدمناف اور کنیت ابوطالب ہے جو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے بھائی تھے۔ سیدنا علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ پچپن سے ہی رسول خدا کے ساتھ رہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آغوشِ محبت میں پرورش پائی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دامادی کا

شرف ان کو بخشا اور آپ کی چھوٹی بیٹی سیدہ حضرت فاطمہ زہرا بتوں آپ کے نکاح میں آئیں جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

سیدنا علیؑ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے جس طرح کہ عورتوں میں سے سیدہ حضرت خدیجہؓ پہلے ایمان لائیں اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ اور آزاد مردوں میں سے پہلے سیدنا حضرت صدیقؓ ایمان لائے اور ہمیشہ اسلام کے لیے پوری طرح کوشش اور محنت کرتے رہے۔

حضرت سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ پانچ سال کے قریب تختِ خلافت پر متمکن رہ کر ۸ رمضان المبارک ۴۰ھ میں عبد الرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھ سے بمقام کوفہ شہادت پائی۔ کوفہ کے قریب بمقام نجف دفن کیے گئے ان اللہ... ورضی اللہ عنہ۔

حسن - حسین - عباس - محمد - ابو بکر محمد اوسط۔
سیدنا علیؑ کی اولاد | عثمان - عمر اصغر - جعفر - صالح - عبد اللہ - عباس اصغر۔

جعفر اصغر - عون - یحییٰ - عبد اللہ اصغر - شبر - اٹھارہ بیٹے تھے۔ اور بیٹیاں زینب - ام کلثوم - زینب رضیہ - رقیہ - ام ایمن - تقیہ - رملہ - رملہ صغریٰ - ام ہانی - حمامہ - ام الکرام - امامہ - ام سلمہ - میمونہ - خدیجہ - فاطمہ ثانی وغیرہ۔
د تاریخ الاممہ شیعہ کتاب ص ۴۳۔

غور فرمائیے سیدنا علیؑ کو خلفا ثلاثہ سے اتنی محبت تھی کہ اپنے بچوں کا نام ابو بکر عمر عثمان رکھا۔ اگر ان سے محبت و عقیدت نہ ہوتی تو اپنے بچوں کے نام ہرگز اس طرح نہ رکھتے۔ آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی

روایات ہیں۔ مگر ان کے اندر بہت سی روایات روافض کی من گھڑت موضوعات و کذبات بھی موجود ہیں جب ان کی تنقید و تحقیق کی گئی تو بہت ہی کم روایات پایہ صحت تک پہنچیں۔

آپ نہایت زیادہ زندگی بسر فرماتے تھے ہر امر میں رسولِ خدا کے اتباع کے عریض تھے۔ آپ کے فضائل میں سے ہے کہ رسولِ اصدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات ان کو اپنے گھر ٹھہرایا اور مخلوق کی امانتیں حضرت علیؑ کے سپرد ہوئیں اور خالق کی امانت (رسولِ اصدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی) حضرت صدیق کے سپرد ہوئی۔ پھر حضرت صدیق امانتِ الہی کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور ہمیشہ حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات اور اسلامی خدمات میں مصروف رہے اور غزوہ بدر اور احد اور خیبر وغیرہ میں کافی کفار کو جہنم رسید کیا اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

فتح خیبر کی حقیقت | فتح خیبر کے متعلق یہ بات خوب فریبن کر لیجئے کہ جس وقت حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ خیبر پہنچے اور اہل خیبر نے آپ کو اور آپ کے لشکر کو دیکھا تو نہایت خوفزدہ ہو کر کہا محمد والنخیس ای الجیش العظیم معنا یعنی محمد بڑا بھائی لشکر لے کر آگئے ہیں۔

ولوا ہا ربین الی حصونہم فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ اکبر خربت خیبر انا
فوراً بھاگے اور اپنے قلعوں میں پناہ لی
تو اس وقت حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نعرہ اللہ اکبر کے بعد فرمایا

اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين -
 خیبر کی ویرانی ہوئی۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہوئی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں پہنچتے ہی یہ خوش خبری سنا دی کہ اسلام کی فتح ہے اور اہل خیبر بیوتباہ اور ویران ہوں گے۔ یہود خیبر کے متعدد قلعے تھے جن کو سرکھنے کے لیے بڑی زبردست جنگ صحابہ کرامؓ نے جاری رکھی کیونکہ یہو کا لشکر دس ہزار تھا اور مسلمان صرف چودہ سو تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو یہ خوش خبری سنائی کہ کل صبح خیبر پر فتح ہوگی اور صبح اسلامی لشکر کا جھنڈا اور رسول کے پیارے اور اسد و رسول سے محبت رکھنے والے تم مسلمانوں میں جسے جس شخص کو دوں گا اسد تعالیٰ اس کو فتح و کامیابی دیگا اس خوش خبری کو سن کر مسلمانوں کو صبح فتح کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ اہل خیبر کی طاقت اور قلعے متزلزل اور کمزور ہو چکے تھے اور حضور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کا صحابہ کرامؓ کو اتنا پختہ یقین تھا کہ صبح آپ جس کو بھی جھنڈا عنایت فرمائیں گے ضرور فتح و نصرت ہوگی۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرامؓ کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ صبح جھنڈا ہم کو ملے۔ چونکہ حضرت علیؓ بوجہ آنکھوں کی تکلیف اور درد کے شریکِ جہاد نہیں ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا کی جس سے حضرت علیؓ کی آنکھوں میں مدتِ العمر تک کبھی درد نہ ہوا۔ لعاب مبارک لگانے کے بعد ان کو جھنڈا دیا اور فتح کی پیشین گوئی اور خوش خبری دے کر روانہ کیا تو اس روز

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی نصرت سے اسلام کی فتح اور کامیابی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور پیش گوئی پوری ہوئی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے رزخیر میں قدم رکھتے ہی فرمایا تھا۔ تو خیر کے متعلق یہ خیال کہ سیدنا علیؑ کے بغیر فتح ناممکن تھی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو فتح کی کوئی امید نہ تھی، یہ بالکل لغو، فضول اور شان رسالت کا انکار ہے۔

اعاذنا اللہ وجميع المسلمين منها۔

قرآن مجید میں حضرت علیؑ کی شان | سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی ان

جن میں مہاجرین و مجاہدین اولین کے محامد و اعلیٰ مراتب بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ۔

اور سب مسلمانوں سے سبقت لینے والے پہلے مہاجرین سے اللہ تعالیٰ رضی ہے

(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے رضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(۳) إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ
إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ
فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

جو لوگ آپ سے بیعت ہوئے وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہوئے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

(۴) وَلَئِنَّ اللَّهَ جَبَّ
إِلَيْكُمْ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَّهُ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب و مزین کر دیا اور

کفر نافرمانی اور گناہوں کو تمہارے
یہ مکروہ و ناپسندیدہ کر دیا۔

فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّاهَاتٍ
لَّيْسَ لَكُمْ الْكُفْرُ وَالْفُسُوقُ وَ
الْعِصْيَانُ اُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہت سی آیات ہیں جن میں سیدنا علیؑ خلفار راشدین اور
دیگر جلیل الشان صحابہ کرامؓ کی طرح موصوف ممدوح ہیں۔ وہ لوگ نہایت
بدبخت ہیں جو آپ کے متعلق کسی قسم کی گستاخی یا بے ادبی کر کے ان کے
کاموں کو غلط کہتے اور لکھتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

حضرت علیؑ کے خلفا ثلاثہ سے تعلقاتِ محبت

سیدنا علی المرتضیٰؑ کو جناب صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمانؓ والنورین
خلفا ثلاثہؓ کے ساتھ ہمیشہ اتفاق اور محبت کا سلوک رہا اور تینوں حضرات
کی بیعتِ خلافت بطیب خاطر منظور فرمائی اور ان کے عہدِ خلافت میں مشیر اور
قاضی مفتی بن کر فیصلے فرماتے رہے۔ چنانچہ شیعہ کی کتابوں میں بھی ثابت
ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ اپنے آبا سے روایت کرتے ہیں :-

بہ تحقیق حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ
اور حضرت عثمانؓ نے حدّ کے فیصلے
حضرت علیؑ کے سپرد کر رکھے تھے۔

ان ابا بکر و عمر و عثمان كانوا
يرفعون الحدّ الى علي بن
ابي طالب عليه السلام
(جعفریات۔ مطبوعہ تہران ص ۱۳۳)

بیشیعیہ کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں حکم دے رکھا تھا:-

لا یفتین احد فی المسجد
و علی حاضر۔

کوئی شخص مسجد میں حضرت علیؑ کی
موجودگی میں فتویٰ اور فیصلہ نہ دے۔

(حق الیقین عربی مصنف سید اکبر سید عبدالسد شبرج ۱ ص ۱۷۴)

نیز کتب شیعہ میں ثابت ہے کہ ایک لوطی کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے دربار
میں لائے۔ دربار خلافت میں حضرت علیؑ اور دوسرے صحابہؓ سے اس کی سزا
کے متعلق مشورہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو کہا :-

ما تقول یا ابی الحسن قال
اضرب عنقه ف ضرب
عنقه قال ادع بحطب
قال فدعا عمر بحطب
فامر به امیر المؤمنین
علیه السلام فاحرق به
استبصار ج ص ۲۱۹

اے ابوالحسن! آپ کیا حکم دیتے ہیں۔
سیدنا علیؑ نے فرمایا اس کی گردن اڑا دو
پس حضرت عمرؓ نے اس کی گردن مروا دی
حضرت علیؑ نے فرمایا لکڑیاں منگواؤ
حضرت عمرؓ نے لکڑیاں منگوائیں پس
حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ اس کو جلادو
پس وہ جلادیا گیا۔

نیز شیعہ کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ ۲۴۶ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے
شراب کی حد کے سلسلہ میں حضرت علیؑ سے مشورہ کیا۔ تو شیعہ مذہب کی
ان روایات سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت علیؑ خلفاء ثلاثہؓ کے عہد خلافت
میں ان کے ساتھ ہر قسم مشوروں اور فیصلوں میں شامل شریک رہتے تھے غزوہ
فارس و روم کے متعلق جب حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تو حضرت
علیؑ نے حضرت عمرؓ کی فوجوں کو اسد تعالیٰ کی فوج قرار دیا، فرمایا کہ ان کا

حافظ و ناصر خود اسد تعالیٰ ہے۔ نبج البلاغہ ج ۲ ص ۲۲۲-۲۹

اہل سنت کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ جناب سول اسد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل ترین عبادت نماز کا امام بنایا تو جس کو آپؐ نے ہمارے دین کا امام بنایا ہم کیسے ان کو دنیاوی معاملات میں امام نہ سمجھیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں کسی بار اعلان فرمایا جو کہ کتب حدیث میں اسنی سندوں سے موجود ہے:-

خیر الامۃ بعد نبیہا ابوبکر
شعر - ابو بکر ہیں پھر عمر۔
نبی کے بعد تمام امت سے بہتر

حضرت عثمانؓ کو جب باغیوں نے محاصرہ میں لیا تو حضرت علیؓ نے ان کی حمایت اور حفاظت میں بہت کوشش کی اور اپنے دونوں صاحبزادوں حسن و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لیے مامور کیا اور جب وہ شہید ہوئے تو آپؐ کو بڑا صدمہ ہوا اور ان کی تعریف میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے

اہل سنت اور شیعہ کی ان آیات سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ

خلافت بلا فصل کی تردید

خلیفہ بلا فصل نہیں تھے۔ اگر ان کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا کوئی حکم ہوتا تو وہ خود اور دیگر صحابہ کرامؓ کسی دوسرے کی خلافت ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہ کرتے۔ شیعوں کے نزدیک توحید رسالت کی طرح حضرت علیؓ کی خلافت امامت اصول دین میں ہے توحید صراط قرآن مجید میں ثابت ہے لا الہ الا اللہ۔ قل ہوا اللہ احد۔ رسالت بھی

صراحتہ قرآن مجید میں ثابت ہے محمد رسول اللہ۔ اصول دین قرآن مجید کی نص قطعی یا صریح حدیث متواتر کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے اور حضرت علیؑ کی امامت و خلافت بلا فصل کے لیے کوئی نص قرآنی یا متواتر حدیث صریح آج تک نہ کسی نے پیش کی ہے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے۔ اہل سنت کی کتابوں سے جو روایا حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کے لیے پیش کی جاتی ہیں وہ یا تو من گھڑت اور موضوع ہیں یا تہایت ضعیف ناقابل اعتماد ہیں یا زیادہ سے زیادہ حضرت علیؑ کی مدح و منقبت اور دیانت و امانت پر دلالت کرتی ہیں لیکن کوئی روایت خلافت بلا فصل کے ثبوت کے لیے پیش نہیں کی جا سکتی۔

شیعہ عموماً اس روایت کے

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَاَنْزِلْهُ كَمَا مَطْلَبُكَ

اور غلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ روایت حسب ذیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو فرمایا :-

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فُهَذَا عَلِيٌّ
مَوْلَاَهُ۔ اللَّهُمَّ وَالِ مَوْلَاَهُ
وَعَادِ مَوْلَاَهُ۔

محبوب رکھے اور تو اس شخص کو دشمن رکھے جو اس کو دشمن رکھے
اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کی تحقیق بیان کریں شیعہ مذہب کی کتابوں سے حضرت علیؑ کی خلافت کے متعلق حیرت انگیز و تعجب خیز کہانی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ احتجاج طبرسی شیعہ فقہ اور طبع قدیم کے ۳۳ پر مرقوم ہے :-

جبرئیل علیہ السلام نے حج کے روز عرفات میں آکر اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹال دیا۔ وہاں سے واپس ہوئے جب مسجد خیف پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام دوسری بار نازل ہوئے اور پھر یہ حکم دیا کہ علی کی خلافت کا اعلان کرو پھر بھی ڈر کی وجہ سے آپ نے اعلان نہ کیا۔ پھر وہاں سے چلتے چلتے کراع غیمم کے مقام پر پہنچے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ تیسری بار جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا وہی حکم لائے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی قوم سے ڈر ہے اللہ تعالیٰ سے میری حفاظت کی کوئی آیت لاؤ تب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔

جبرئیل علیہ السلام واپس ہوئے بارگاہِ الہی میں سارا ماجرا عرض کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے چلتے غدیر خم پر پہنچے تو چوتھی بار جبرئیل علیہ السلام آئے۔

اتاہ جبرئیل علی خمس
ساعات مضت من النهار
بالزجر والانتہاس۔

اس وقت جب کہ دن کی پانچ گھنٹیاں
گزر رہی تھیں جبرئیل علیہ السلام
نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور سخت
زجر و توبیخ سے کہا :-

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ علی کی خلافت کا اعلان کر دو میں تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تم نے اب بھی علی کی خلافت کا اعلان نہ کیا تو تم نے رسالت کا فریضہ ادا نہ کیا۔ تو پھر اس زجر و توبیخ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح اور صاف اعلانِ خلافت بلا فصل کے بجائے من كنت مولاه فهذا علی مولاه لہ کے الفاظ سے اعلان فرمایا جو کہ خلافتِ مطلقہ کا

معنی بھی نہیں دے سکتے چہ جائیکہ خلافت بلا فصل پر دلالت کریں۔ شیعوں نے جناب علیؑ کی خلافت بلا فصل کے لیے تو یہ کہانی گھڑ لی، لیکن بے چاروں کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زبرد پڑے گی۔

خدا سے کس کو جائز اس طرح رد و بدل ہوگا

تمہی انصاف سے کہہ دو یہ عقدہ کیسے حل ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے بہادروں سے زیادہ دلاور بہادر تھے اور جو مکہ و طائف، اُحد و احزاب میں کسی سے خوف نہ نہ ہوئے ان کے بارے میں یہ کہانی بہتان اور خلافِ قرآن ہے۔

اللَّذِينَ يَبْلِغُونَ رِسَالَاتِ
اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا
يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ

اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے احکام کی
تبلیغ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا
کسی سے نہیں ڈرتے۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کر چکے ہوتے تو حضرت علیؑ حضرت صدیق کے ہاتھ پر بیعت کیوں کرتے۔

(احتجاج طبرسی شیعہ ص ۵۶)

اور حضرت عثمان ذوالنورین کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے ان کو خلیفہ بننے کے لیے عرض کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا:-

دعونی و التمسوا غیری

مجھے چھوڑو کسی اور کو بنا لو۔

اور اخیر میں فرمایا:-

وان ترکتونی فاناکا حد کبر و
 لعلی اسمعکم و اطوعکم
 لمن ولیتموه امرکم و
 انالکم و ذیراً خیر لکم
 منی امیراً

اگر تم مجھ کو چھوڑ دو تو میں باقی مسلمانوں کی
 طرح رہوں گا اور جس کو تم امیر بناؤ گے
 میں تم سے زیادہ اس کی اطاعت و
 فرماں برداری کروں گا۔ اور میرا ذریعہ
 ہونا میرے امیر و خلیفہ ہونے سے تمہارے
 لیے زیادہ بہتر ہے۔

نیج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۲

تو غور کیجیے اگر حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل منصوص من اللہ ہوتی تو وہ
 کس طرح کہتے کہ کسی اور کو خلیفہ بنا لو میں اس کی فرماں برداری تم سے زیادہ کروں گا
 جو چیز توحید رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہو اس کے خلاف حضرت علی
 المرتضیٰؓ جیسے کامل الایمان کیسے کہہ سکتے تھے۔

نیز سیدنا علیؓ نے ہاجرین و انصار کے اجتماع اور شوریٰ سے منتخب شدہ امام کو
 امام برحق اور رضائے الہی کے موافق بیان فرمایا۔

انما الشوریٰ للہاجرین و
 الانصار فان اجتمعوا علی
 مرجل و سموہ اماماً کان
 ذلک للہ رضاً۔

سوا اس کے نہیں کہ مشورہ خلافت کا
 حق ہاجرین و انصار کو ہے پس اگر
 ہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہو جائیں
 اور اس کو امامت کے لیے نام زد کریں

تو وہ خدا کا پسندیدہ امام ہوگا۔

نیج البلاغہ ج ۱ ص ۸

اگر بالفرض خلافت حضرت علیؓ منصوص من اللہ ہوتی تو سیدنا علیؓ اس کے
 خلاف یہ کیسے فرماتے کہ ہاجرین و انصار کا منتخب شدہ امام اللہ تعالیٰ کا

پسندید امام ہوگا بلکہ آپ تو یوں فرماتے نصِ خلافت کے بعد دوسرے کو امام بنانا کفر ہے۔

ان مذکورہ امور کے بعد اب اس روایت کے معنی میں غور کیجیے۔

لفظِ مولیٰ کے بہت سے معانی ہیں جو کہ المنجد میں مذکور ہیں۔ مالک۔ سید۔ عبد مُعْتَق۔ مُعْتَق۔ مُنْعَم۔ مُنْعَمِ عَلَیْہِ۔ محب۔ صاحب۔ حلیف۔ جار۔ نزیل۔ شریک۔ ابن العم۔ ابن الاخت۔ صہر۔ قریب مطلق۔ ولی۔ تابع۔ تو ان معانی سے ظاہر ہے کہ مولیٰ کا کوئی معنی خلیفہ بلا فصل نہیں ہے اور خود روایت کے الفاظ میں غور کر و کہ مولیٰ کے معنی خلیفہ بلا فصل ہو تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہونے کے کیا معنی ہیں؟

قرآن مجید میں جو آیا ہے فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور جبریل اور صالح المؤمنین مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اور جبریل اور صالح المؤمنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل ہیں جیسے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مولیٰ کہا اسی طرح مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۹۳ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو فرمایا انت اخونا و مولانا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کیا حضرت زیدؓ بھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل تھے؟

شیعہ حضرات جو اپنے مولوی صاحبان کو فلاں مولانا، فلاں مولانا کہا کرتے ہیں تو کیا وہ بھی خلیفہ بلا فصل ہوتے ہیں؟

ان مذکورہ بالا متعدد معانی میں سے اس روایت کے معنی خود اس روایت کے آخری الفاظ اللہ و ال من والاہ و عاد من عاداہ متعین کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے معنی ہر شخص کے نزدیک یہی ہیں کہ یا اسد تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ بین اور واضح قرینہ ہیں کہ اس روایت میں مولیٰ کے معنی دوست اور محب کے ہیں جس کی بنا پر روایت کے معنی یہ ہیں کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اس فرمان میں اُس شخص کو تنبیہ مقصود تھی جس کی حضرت علیؑ سے کچھ رنجش ہو گئی تھی، اس رنجش کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جنگل کے غدیر (تالاب) پر علم ہوا جس کا وہیں یہ فیصلہ فرمایا۔ ورنہ اگر خلافت بلا فصل کا اعلان مقصود ہوتا تو عرفات کے میدان میں جہاں تمام لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے وہاں اعلان فرماتے۔ عقل مند اور دیانت دار باشعور منصف مزاج حضرات غور فرمائیں اگر سیدنا علیؑ کی خلافت بلا فصل کا مسئلہ اصول دین میں توحید و رسالت کی طرح تھا تو اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کا اعلان و بیان نہ قرآن مجید میں نہ صریح حدیث متواتر میں اور نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات و منیٰ و مزدلفہ میں جہاں تمام مسلمان ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے، بلکہ ایسا ضروری اور اہم اعلان غدیر خم جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول الفاظ میں جن کے معنی خلافت بلا فصل قطعاً نہیں ہو سکتے بلکہ اس روایت میں

کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی خلافت بلا فصل کا نہیں کیونکہ اس میں تو دوامی حکم ہے کسی خاص وقت کے متعلق حضور کی زندگی یا آپ کی رحلت کے بعد صحابہ کی زندگی تک کا حکم نہیں بلکہ حضور کی تمام امت تا قیام قیامت یہ حکم ہے کہ جس شخص کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اس کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مولیٰ ہیں۔ تو یہ دوامی حکم محبت اور دوستی کا توضیح ہو سکتا ہے، لیکن خلافت بلا فصل کا صحیح نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ کے بعد چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

جنگِ جمل، صفین، نہروان کے بانی مبانی سیدنا عثمان کے قاتل بلواتی تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ تقریباً پانچ سال تک مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کو اپنی خلافت میں تین لڑائیاں درپیش آئیں۔ جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگِ نہروان۔ جنگِ نہروان میں خوارج سے لڑائی ہوئی جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی فوج میں سے نکل کر آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے حق میں بہت کچھ گستاخی اور بدگویی کرتے تھے۔

لوگوں نے اس لڑائی کے واقعہ میں بہت سی بے جا اور جنگِ جمل غیر ثابت باتیں بیان کی ہیں۔ اصل واقعہ اس طرح ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں شہید ہوئے ام المؤمنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گئی ہوئی تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں حضرات

مدینہ طیبہ میں بلو ائیوں باغیوں کی ناشائستہ ظالمانہ حرکات دیکھ کر ام المؤمنین کی خدمت میں مکہ مکرمہ پہنچے سارا واقعہ ان سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور اس وقت مدینہ میں فتنہ برپا ہے آپ ام المؤمنین ہیں اسی تدبیر کریں کہ یہ فتنہ فساد کسی طرح رفع دفع ہو جائے۔ ابھی تک قاتلان عثمان سے قصاص نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے بلو ائیوں باغیوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ ام المؤمنین طیبہ طاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے جھگڑے میں پڑنے سے تامل فرمایا۔ بالآخر مسلمانوں کی اصلاح و خیر خواہی کے پیش نظر یہ مشورہ طے پایا کہ جب تک بلو ائیوں کا زور نہ توڑا جائے مدینہ منورہ جانا مناسب نہیں۔ اور کسی تدبیر سے حضرت علیؑ کو ان مفسدوں کے گروہ سے علیحدہ کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق کر کے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیا جائے اور ان مفسد باغیوں کی سرکوبی کی جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کے مطابق بصرہ کی طرف روانگی ہوئی۔ بلو ائیوں نے اس کی خبر پا کر حضرت علیؑ کے سامنے بہت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا اور کہا کہ یہ لوگ آپ کو خلافت سے معزول کرنے کے درپے ہیں۔ بہر حال ان حضرات کا اصل حال حضرت علیؑ تک نہ پہنچنے دیا۔ حضرت علیؑ بھی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرات حسنینؑ اور عبدالاسد بن عباسؑ اور عبدالاسد بن جعفرؑ اس فوج کشی کے خلاف تھے۔ جب حضرت علیؑ کی فوج بصرہ کے قریب پہنچی تو آپ نے حضرت قتیبہؑ صحابی کو قاصد بنا کر حضرت طلحہؑ و زبیرؑ کے پاس بھیجا۔ حضرت قتیبہؑ نے پہلے حضرت ام المؤمنینؑ سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے صاف فرمادیا

کہ میرا مقصود صرف اصلاح ہے کسی طرح یہ فتنہ فساد دور ہو اور امن قائم
 ہو جائے۔ پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے ملاقات کی ان
 دونوں نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیے بغیر امن نہیں
 ہو سکتا۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا کہ یہ مقصود اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا
 کہ سب مسلمان متفق ہو جائیں، لہذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ حضرت علیؓ سے
 مل جائیں اور باہم متفق ہو کر اس کی تدبیر کریں۔ یہ رائے حضرت طلحہؓ و
 زبیرؓ نے پسند کی۔ اور حضرت قعقاعؓ صلح کی خوش خبری لے کر حضرت علیؓ
 کے پاس گئے وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور
 حضرت زبیرؓ کی ملاقات کا وقت مقرر ہوا کہ جس میں بلوایوں کا کوئی آدمی
 شریک نہ ہوگا۔ بلوایوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ عبدالسہ بن سبا یہودی
 جو بلوایوں میں تھا اس کے اشارہ پر رات کو حضرت ام المؤمنینؓ اور حضرت
 طلحہؓ و زبیرؓ کی جماعت پر حملہ کر کے یہ مشہور کیا کہ اس فریق نے بدعہدی کی
 ہے جس کے بعد دونوں فریق میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ دوسرے فریق نے
 بدعہدی کی ہے۔ حالانکہ یہ سارا فتنہ باغیوں نے کیا تھا۔ کسی فریق کا کوئی
 قصود اور بددیانتی نہ تھی، بڑی جنگ برپا ہوئی حتیٰ کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ
 بھی اسی جنگ میں شہید ہو گئے **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** حضرت طلحہؓ
 تو میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ مگر حضرت زبیرؓ جنگ سے کنارہ کش
 ہو کر جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کو ابن جرموز نے شہید کر دیا اور شہید کر کے
 بامیدانعام حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ مگر حضرت علیؓ نے اس کو جہنم کی

بشارت دی۔ ابن جرموز نے کہا آپ نے خوب انعام دیا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کیا کروں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

یا علی بشر قاتل ابن
صفیتا بالناس
اے علی میری بھوپھی صفیہ کے بیٹے
زبیر کو جو شخص قتل کرے تم اس کو دوزخ
کی بشارت سنانا۔

حضرت زبیرؓ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوپھی زاد بھائی تھے، بیس برس
ابن جرموز نے خود کشی کر لی۔ حضرت علیؑ نے بلند آواز سے تکبیر پڑھی اور
کہا کہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ کتنا سچ ہوا۔ اور
جنگ کے بعد حضرت علیؑ کا گزر حضرت طلحہؓ کی لاش مبارک پر ہوا تو آپ
ان کو دیکھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ابو محمد (طلحہ) اس حالت میں پڑے ہیں۔
کاش میں آج سے بیس برس پہلے مر گیا ہوتا۔ اور حضرت طلحہؓ کے اس
ہاتھ کو لے کر بار بار چومتے تھے کہ جس ہاتھ سے حضرت طلحہؓ جنگ احد میں
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی تھی اور ان کا وہ ہاتھ تیروں
کی بارش سے ڈھال کا کام لے کر شل ہو گیا تھا۔

جنگ صفین | حضرت علیؑ کی جماعت کو حضرت معاویہؓ کی جماعت سے
یہ لڑائی پیش آئی۔ اس لڑائی کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت
معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص طلب کرتے تھے جو کہ حضرت
علیؑ کی فوج میں گھسے ہوئے تھے۔ اور حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ بلو! بیوں کی
قوت زیادہ ہے ابھی ان سے قصاص نہیں لیا جاسکتا۔ اسی بات میں

اس قدر طول ہوا کہ بلوائیوں اور باغیوں کی سازش و شرارت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی کی نوبت آگئی۔ اس لڑائی میں نہ حضرت علیؑ نے اپنے مقابل والوں کی تکفیر و تفسیق کی نہ حضرت معاویہؓ نے۔ یہ بالکل بہتان و افتراء ہے اور کذبِ حق نما ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؑ پر لعنت کا حکم دیا تھا، خود سیدنا علیؑ سے مروی ہے:-

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے محاربین (اہلِ جبل و صفین) کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو کافر سمجھ کر ان سے لڑائی نہیں کی اور نہ وہ ہم کو کافر سمجھتے تھے لیکن ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

(۱) جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول لاہل حربہ انا لم نقاتلہم علی التکفیر لہم لم نقاتلہم علی التکفیر لانا و لکن اربنا انا علی حق و راوانہم علی حق قرب الاسناد شیعہ

ص ۲۵

حضرت علیؑ علیہ السلام اپنے محاربین میں سے کسی ایک کو بھی نہ مشرک کہتے تھے نہ منافق لیکن فرماتے تھے وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے خلافتِ بغاوت کی۔

(۲) جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام لم یکن ینسب احدا من اهل حربہ الی الشکر ولا الی النفاق و لکن یقول ہم اخواننا یغوا علینا قرب الاسناد شیعہ ۲۵

جناب امیر المؤمنین کے فرمان سے جس کو اپنے تمام شہروں میں روانہ فرمایا۔ اس فرمان میں جناب امیران واقعات کو بیان فرماتے ہیں جو ان کے اور اہل صفین کے درمیان واقع ہوئے اور ابتداء یہ ہوئی کہ ہم میں اور اہل

(۳) من کتاب الہ علیہ السلام کتبہ الی اهل الامصار یقص فیہ ما جری بینہ و بین اهل صفین۔ و کان بدء امرنا انا التقینا و القوم

من اهل الشام و الظاهر ان
 ربنا واحد و نبينا واحد و
 دعوتنا في الاسلام واحدة
 ولا نستزيدهم في الايمان بالله
 و التصديق برسول له ولا
 يستزيدوننا الا امر واحد الا ما
 اختلفنا فيه من دم عثمان و
 نحن منه براء -

پاک صاف ہوں۔

نیج البلاغہ سچ ص ۱۲۵

شام میں جنگ ہوئی اور ظاہر ہے کہ ہمارا
 اور ان کا رب ایک اور ہمارا اور ان کا
 نبی ایک اور ہماری اور ان کی دعوت
 اسلام میں ایک ہے نہ ہم ایمان باسما و تصدیق
 بالرسول میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم
 سے زیادہ پس دین کا معاملہ ہمارا اور ان کا ایک
 ہے صرف خون عثمان کے معاملہ میں ہمارا
 اور ان کا اختلاف ہو گیا حالانکہ میں اس سے

منصف مزاج و یانت ارحق طلب حضرات غور فرمائیں کہ شیعہ کتابوں میں خود
 سید علیؑ سے کس قدر صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہو کہ جنگِ جمل صغیرین والوں میں سے
 بوجہ ان لڑائیوں کے نہ کوئی کافر ہے نہ منافق بلکہ غلط فہمی کی وجہ سے لڑائی کی نوبت آئی
 ہر ایک فریق اپنے کو حق پر سمجھ کر دوسرے فریق کی اصلاح چاہتا تھا۔

مقدمہ ابنِ خالدؓ میں ہے کہ اس پر بھی سب کا اتفاق تھا کہ چونکہ فریقین صاحبِ اجتہاد
 تھے اس لیے ہر دو فریق گناہ و گرفت سے پاک و بری تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے دریافت
 کیا گیا کہ جنگِ جمل صغیرین کے مقتولین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ناجی ہیں یا قابلِ
 گرفت۔ آپ نے جواب دیا کہ قسم بخدا ان لڑائیوں میں جو بھی مارا وہ جنتی ہے بشرطیکہ اس کا
 دل پاک ہو۔ گو با آپ فریقین کے مقتولین کے بارے میں حکم لگا ہے تھے۔ طبری و دیگر
 مورخین نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ بہر حال یہ وہ بزرگ ہیں جن کی عدالت

ہر شک و شبہ اور تشنیع سے مبرا و پاک ہے۔ یہی وہ حضرات ہیں جن کے اقوال و افعال شریعت میں سند ہیں اور اہل السنۃ و الجماعۃ کا ان کی عدالت پر فیصلہ ہے۔ مقدمہ ابن خلدون۔ ص ۲۴۲

قال علی رضی اللہ عنہ قتلی و قتلی معاویۃ
فی الجنة۔ سیر اعلام النبلاء للذہبی۔ ج ۳
ص ۹۵ تذکرہ حضرت امیر معاویہ

سید علیؑ نے فرمایا میری طرف والے مقتول اور
حضرت معاویہؓ کی طرف والے مقتول بہشت
میں ہوں گے۔
حضرت علیؑ نے جنگِ جمل کے بعد سیدِ طیبہ ہر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق فرمایا
ان کے لیے جنگِ جمل کے بعد بھی وہی
ولہا بعد حرمنا الاولیٰ
نہج البلاغہ ج ۲۔ ص ۶۳
پہلی عزت و عظمت ہے۔

اہل السنۃ و الجماعۃ نے اتفاق کیا ہے کہ جو اختلاف درمیان صحابہ واقع ہوا، اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا واجب ہے، اور ان کو برا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ ان کی صفات جمیلہ و اخلاقِ جمیلہ کا بیان کرنا لازم ہے۔ (غنیۃ الطالبین۔ اردو ترجمہ ص ۱۳۵)

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؑ کی خدمت میں لکھا:-
اما شرفک فی الاسلام و قرابتک
من النبی فلست ادفعہ
شرح نہج البلاغہ ص ۱۲۰ درہ نجفیہ
آپ کی جو بزرگی اسلام میں ہے اور
آپ کی جو قرابت نبی علیہ السلام سے ہے
میں اس کا منکر نہیں ہوں۔

اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سید علیؑ کی شان حضرت معاویہؓ سے بہت بلند و بالا ہے۔ سید علیؑ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف کے دوران ایک عیسائی بادشاہ کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی افواہ پہنچی تو حضرت معاویہؓ نے فوراً اس عیسائی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے رومی کتے! یہ

تو ہماری آپس کی لڑائی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جس وقت تو مدینہ کی طرف رخ کر گیا تو خدا کی قسم علیؑ کے لشکر سے جو پہلا پاسا ہی تیری سرکوبی کے لیے نکلے گا وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہوگا۔ اس خط کے جانے سے عیسائی کی بہت پست ہو گئی۔ طبری۔

حضرت معاویہؓ نے ضرار بن ضمیرہ کو کہا کہ حضرت علیؑ کی صفات اور خوبیاں بیان کرو تو اس نے بہت سخی کہاں حضرت علیؑ کی بیان کیں۔ حضرت معاویہؓ سننے کے بعد رونے لگے۔

حضرت علیؑ کی صفائے سننے کے بعد حضرت معاویہؓ رو پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابو الحسن پر رحم فرمائیں قسم بخدا وہ انہی صفات کے مالک تھے۔

حضرت معاویہؓ اتنا روئے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔

مرحمہ اللہ ابوالحسن کان
واللہ کذاک

شرح نہج البلاغہ درہ نجفیہ

فبکی معاویۃ حتی انحصلت
لحیثہ درہ نجفیہ ص ۳۶

اسی طرح حضرت علیؑ سے منقول ہے جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اے لوگو! معاویہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو۔ خدا کی قسم جب نہ رہیں گے تو دنیا میں سخت بد امنی پھیلے گی۔ سیدنا علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت حسن و حسینؓ نے جناب معاویہؓ سے پوری مصالحت کچکے مجمع عام میں بیعت کی چنانچہ شیعہ کتاب میں ثابت ہے۔

پھر حضرت معاویہؓ نے کہا اے حسن بیعت کرو تو آپ نے اٹھ کر بیعت کر لی۔ پھر حضرت حسینؓ کو کہا تو انہوں نے اٹھ کر

فقال یا حسن قم فبايع
فقام فبايع۔ ثم قال للحسين
عليه السلام قم فبايع فقام

فبايع - رجال کشي - ص ۷۲ حضرت معاویہ سے بیعت کر لی۔

بہر حال ان جنگوں کے بعد بھی سیدنا علیؓ اور حضرات جنینؓ اور حضرت عائشہؓ صدیقہ ام المؤمنین اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے کو پہلے کی طرح صحیح مومن سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کے حق میں اچھے کلمات کہتے تھے۔ کوئی کسی کو کافر منافق اور مجرم نہ سمجھتا تھا۔ جس طرح کہ قرآن میں بھی ثابت ہے۔

وَ اِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
اقتتلوا فاصلحوا بينهما ۲۶
قتال ہو تو ان میں اصلاح کرو۔

یہ آیت صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے دو گروہ باہم جنگ اور لڑائی کرنے کے باوجود پھر بھی مومن رہتے ہیں اور ان کی اصلاح اور باہمی مصالحت کی کوشش دین ایمان کا تقاضا و منشا ہے کسی کو کافر نہ سمجھنا چاہیے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر محبوب سبحانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے :-

”اور جو حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے جنگ کی وہ جنگ اس لیے کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل مانگتے تھے اور قاتل حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے پس ہر شخص نے بقدر ہمت خود اچھی تاویل کی ہے اور بعد وفات حضرت علیؓ کرم السروہبہ اور ترک خلافت حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کے خلافت برحق اور درست تھی۔“ غنیۃ الطالبین۔ ص ۱۳۳

نیز انہوں نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق خداوند تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے لیے میرے یاروں کو پسند فرمایا اور ان کو میرا مددگار بنایا اور بعض کے ہاتھ میرا

رشتہ پیدا کیا۔ آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو ان کا رتبہ کم کرے گی۔ پس کم خبردار رہو کہ ان کے ساتھ تم کھانے میں شامل مت ہو۔ اور آگاہ ہو جاؤ ان کے ساتھ منا کحت مت کرو اور خبردار ہو جاؤ ان کے ساتھ نماز مت پڑھو۔ ان کے جنازے کی بھی نماز مت پڑھو کیونکہ ان پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ غنیہ اردو ترجمہ۔ ص ۱۳۵

اسی طرح ازالۃ النحاج۔ ص ۳۷۰ پر بھی اس وایت کا مضمون موجود ہے۔ حضرت امام ابو زرعہ نے فرمایا:-

اذا رايت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق۔
جب تو کبھی کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ نبی علیہ السلام کے کسی ایک صحابی کی تنقیص اور عیب جوئی کرتا ہے تو یقین کر لے کہ شخص بے دین ہے۔

امام ابو زرعہ ۲۶۲ھ میں فوت ہوئے جو خیر القرون کا زمانہ تھا۔ اصحابہ حج ص ۱۸۔ تو وہ لوگ جو سیدنا علیؑ کی محبت میں غلو اور زیادتی کر کے صحابہ کرامؓ کے حق میں بظنی یا بدگونی کرتے ہیں اپنی عاقبت کی فکر کریں اور صحابہ کرامؓ کے حق میں بدگونی کر کے بے دینی کا شکار نہ ہوں بلکہ توبہ و استغفار کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی و خوش کر کے اپنی عاقبت سنو لیں۔
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْأَوْلِيَاءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ